© rasailojaraid.com

غیر مسلموں سے تعلقات اور اسلامی تعلیمات

عام غیر مسلموں سے تعلقات

سید جلال الدین عمری

غیر مسلم والدین، رشتہ داروں اور ہمسایوں سے جس طرح کے خوشگوار تعلقات کی اسلام نے اجازت دی ہے، اس کا ذکر اس سے پہلے شمارہ جنوری میں آچکا ہے۔ اب اس سلسلہ کی بعض عمومی تعلیمات پیش کی جارہی ہیں۔

یہ تعلیمات صاف بتاتی ہیں کہ عام غیر مسلموں سے ربط و تعلق سے اسلام نے منع نہیں کیا، بلکہ وقت ضرورت ان کی خدمت کرنا اور ان کے دکھ درد میں کام آنا، اس کے نزدیک ایک پسندیدہ عمل اور کار ثواب ہے۔ اس سلسلے میں اگر کچھ ذہنی تحفظات تھے، تو اسلام نے انھیں رفع کیا ہے اور کسی قسم کے شک و شبہے کو باقی رہنے نہیں دیا ہے۔

سورۂ بقرہ میں ایک جگہ راہ خدا میں انفاق کا ذکر اور ترغیب ہے، اخلاص کی ہدایت ہے اور ریاکاری سے بچنے کی تاکید ہے، اور دوسری تفصیلی ہدایات ہیں۔ عین ان تفصیلات کے بیچ میں ایک آیت آئی ہے، جو قابل غور ہے، اور ہمارے موضوع سے اس کا خاص تعلق ہے۔ ارشاد ہے:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (البقرہ ۲: ۲۷۲)

(اے پیغمبر) آپ پر ان کو ہدایت بخش دینے کی ذمہ داری نہیں ہے، البتہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے۔ تم جو بھی مال اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اس کا فائدہ تم ہی کو پہنچے گا۔ دیکھو، تم اللہ کی رضا ہی کے لیے تو خرچ کرتے ہو۔ تم جو مال بھی خرچ کروگے اس کا پورا بدلہ تمھیں دیا جائے گا اور تمھاری حق تلفی نہ ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ آیت یہاں کیوں آئی ہے، اس کا اصل مضمون سے کیا تعلق ہے، اس بارے میں تفاسیر میں متعدد روایات ملتی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی کہ مسلمان جو کچھ صدقہ و خیرات کریں وہ مسلمان ہی پر کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۱، ص ۳۲۲)۔ ایک روایت میں اس ممانعت کی وجہ بھی بیان ہوئی ہے۔ سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ ذمیوں میں جو حاجت مند ہوتے، مسلمان ان پر انفاق کیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں ہی میں حاجت مندوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا: "تم مسلمانوں ہی پر صدقہ و خیرات کرو"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور ان لوگوں پر بھی خرچ کرنے کی اجازت دی گئی جو دائرہ اسلام سے باہر ہیں (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۳، ص ۳۳۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک اور روایت ہے۔ فرماتے ہیں انصار کے رشتے، بنو قریظہ اور بنو نضیر سے تھے۔ انصار ان پر اپنا مال خرچ کرنے سے احتراز کرتے تھے (ابن جریر، جامع البیان، ج ۵، ص ۵۸۸)۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ اسلام لے آئیں تو ان پر خرچ کیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ روایت بتاتی ہے کہ پس منظر میں یہود اور ان سے تعلقات تھے۔ گویا آیت نے ہدایت کی کہ ان کے نادار بھی حسن سلوک کے مستحق ہیں اور ان پر بھی انفاق ہونا چاہیے۔ بعض دوسری روایات میں اسی پس منظر کے ساتھ مشرکین کا ذکر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین پر انفاق نہیں کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابن جریر، ج ۵، ص ۵۸۷)۔ یہی بات صحابہ کرامؓ کے بارے میں بھی کہی گئی ہے کہ وہ اپنے مشرک قرابت داروں پر خرچ نہیں کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کی اجازت انھیں دے دی گئی۔ حضرت قتادہؒ ایک عمومی بات بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ جو لوگ ہمارے ہم مذہب نہیں ہیں، کیا ان پر بھی انفاق کیا جاسکتا ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اسلام کی جس طرح ہر طرف سے مخالفت ہو رہی تھی اور اس کے ماننے والے جس طرح جور و ستم کا نشانہ بنائے جا رہے تھے، اس کے خلاف مسلمانوں کے اندر ردعمل کا پایا جانا غیر فطری نہ تھا۔ ان کے دل میں کبھی یہ سوال ابھرتا ہوگا کہ ان کے خویش و اقارب اور دور و نزدیک کے لوگ آخر اس دین کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں، جس میں سب کی صلاح و فلاح کا سامان ہے؟ کبھی وہ یہ سوچتے ہوں گے کہ ان لوگوں کے ساتھ کیوں ہمدردی کی جائے اور مشکلات میں ان کی مدد کیوں کی جائے جو زندگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر ہمارے راستے میں کانٹے بچھاتے اور ناوک افگنی کرتے رہے؟ کبھی یہ خیال آتا ہو گا کہ ان دشمنان دین کے ساتھ تعاون کا کوئی اجر و ثواب بھی ہے یا نہیں؟ کبھی یہ خواہش موجزن ہوتی ہو گی کہ کاش یہ ایمان لے آتے اور ہم اپنا سب کچھ ان پر نچھاور کر دیتے؟ اوپر کی روایات ان سب کیفیات کی ترجمانی کرتی ہیں۔

قرآن مجید نے انفاق اور اس کے تقاضوں کو بیان کرتے ہوئے اس جذبے کی بھی اصلاح کی ہے کہ تعاون، ہمدردی اور حسن سلوک کے مستحق صرف اپنے ہم مذہب افراد ہیں۔ اس نے کہا کہ انسانوں کی خدمت کی راہ میں عقیدہ و خیال اور دین و مذہب کے اختلاف کو رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ جو شخص ضرورت مند ہے، اس کی مدد کرنا دینی اور اخلاقی فرض ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، مشرک ہو یا اہل کتاب، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار۔ آدمی کی یہ خواہش یا اصرار کہ لوگ ایمان لے آئیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ ایمان کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے اندر طلب صادق پائی جاتی ہے اسے وہ اس دولت سے نوازتا ہے۔ آدمی یہ سوچ کر انسانوں کی خدمت اور فلاح و بہبود کے کام کرتا چلا جائے کہ اس کا اجر و ثواب اللہ نے چاہا تو محفوظ ہے، اور کل وہ اس کے کام آئے گا۔ اس پورے پس منظر کے ساتھ یہ آیت ان بہت سے الزامات کی تردید کرتی ہے جو اسلام کے کردار پر کیے جاتے ہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ؐ نے مسلم و غیر مسلم ہر فرد اور ہر طبقے پر صدقہ و خیرات کی ہدایت فرما دی۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں: "اس آیت کے بعد آپ ؐ نے حکم دیا کہ کسی بھی دین کا ماننے والا تم سے سوال کرے تو اس پر خرچ کرو" (ابن کثیر، ج ۱، ص ۳۲۴)۔ اسی سلسلے کی ایک اور روایت ابن ابی شیبہ میں ہے: "تمام اہل مذاہب پر صدقہ و خیرات کرو"۔ حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے ایک یہودی گھرانے پر صدقہ کیا تھا جو بعد میں بھی جاری رہا (ایضاً)۔ اس آیت کے سیاق و سباق سے بحث کرتے ہوئے علامہ قرطبی کہتے ہیں: "یہ آیت صدقات کے ذکر سے ملی ہوئی ہے۔ گویا اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مشرکین پر صدقہ کرنا جائز ہے" (قرطبی، ج ۲، ص ۳۳۷)۔

اس بحث کا تعلق مسئلے کے اخلاقی پہلو سے ہے۔ آیئے! اب ذرا اس کے فقہی اور قانونی رخ پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔ سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے مال کا کتنا اور کون سا حصہ غیر مسلموں کی مدد اور ان کی فلاح و بہبود کے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے، اور کون سا حصہ خرچ نہیں کر سکتا؟

اسلامی شریعت میں صدقات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو فرض اور واجب ہیں، اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرے وہ جن کی نوعیت فرض یا واجب کی نہیں ہے۔ فرض صدقات میں سے پہلے زکوٰۃ کا سوال سامنے آتا ہے۔ "اس بات پر امت کا اتفاق ہے کہ اموال زکوٰۃ غیر مسلم پر صرف نہیں ہوں گے" (ابن قدامہ، المغنی، ج ۲، ص ۶۵۳)۔

لیکن زکوٰۃ کے جو مصارف بیان کیے گئے ہیں، ان میں اس کے عمال اور کارندے بھی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا زکوٰۃ کی وصولیابی اور تقسیم وغیرہ کے کام پر کسی غیر مسلم کو لگانا اور اس کا اسے محنتانہ دینا صحیح ہے یا نہیں؟ امام احمد بن حنبل سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن دوسری روایت یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ جس طرح اور کاموں پر اسے اجرت دی جاسکتی ہے اسی طرح اس کام پر بھی اسے اجرت دینا غلط نہیں ہے۔ مشہور حنبلی فقیہ علامہ خرقی کی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے (ایضاً، ص ۶۵۴)۔

صدقہ فطر کے بارے میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ یہ زکوٰۃ کے حکم میں ہے، لہٰذا اسے زکوٰۃ ہی کی طرح مسلمانوں پر صرف ہونا چاہیے۔ لیکن امام ابوحنیفہ ذمیوں پر بھی اس کے صرف کو جائز سمجھتے ہیں۔ عمرو بن میمون وغیرہ کے بارے میں آتا ہے کہ فطرہ کی رقم سے وہ راہبوں کی مدد کیا کرتے تھے (ایضاً، ج ۳، ص ۷۸)۔

علامہ جصاص نے فقہ حنفی کی ترجمانی کرتے ہوئے قرآن مجید کی بعض آیات کا حوالہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقات مشرکین پر بھی کیے جاسکتے ہیں، لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی تمام قسمیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے تمھارے اصحاب ثروت سے زکوٰۃ وصول کرنے اور تمھارے اصحاب حاجت پر اسے لوٹا دینے کا حکم ہے۔ اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جن صدقات کے وصول کرنے کا حق امام یا ریاست کو ہے، وہ ذمیوں پر صرف نہیں ہوسکتے۔ ان کے علاوہ دوسرے تمام صدقات ذمیوں کو دیے جاسکتے ہیں۔ جیسے نذر کا صدقہ، غلطیوں کے کفارے کا صدقہ، یا صدقہ فطر۔ امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ صدقات واجبہ غیر مسلموں پر صرف نہیں کیے جاسکتے۔ انھیں انھوں نے زکوٰۃ پر قیاس کیا ہے (جصاص، ج ۱، ص ۵۴۷)۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے فقہا کے ہاں اس مسئلے میں کتنی وسعت ہے اور انھوں نے کتنی گنجایش رکھی ہے۔

زکوٰۃ ایک چھوٹی سی مد ہے، جو اللہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے۔ دیگر صدقات واجبہ کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہے۔ ان سے ہٹ کر انسانوں کی خدمت، تعاون اور ہمدردی کی بہت سی شکلیں ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام ان سب کی ترغیب دیتا اور تشویق پیدا کرتا ہے۔ ان کے ذریعے مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کو بھی فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے، اور وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

غیر مسلم قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

انسان جب خدا اور آخرت کو فراموش کر بیٹھتا ہے تو اس کے ہاتھوں اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے حقوق محفوظ نہیں رہ پاتے۔ وہ کمزوروں، ناداروں، یتیموں اور مسکینوں پر ستم ڈھاتے اور ان کے حقوق پر دست درازی کرنے لگتے ہیں۔ یہ بات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کہی گئی ہے (الفجر ۸۹:۱۹، البلد ۹۰:۱۷، المدثر ۷۴:۴۴)۔ اس کے برخلاف خدا کے نیک بندوں کا کردار وہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ○ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ○ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ○

اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اس کی خواہش اور طلب کے باوجود، مسکین، یتیم (اور قیدی کو، اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تمھیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلا رہے ہیں، تم سے کسی بدلے یا شکریے کے طالب نہیں ہیں۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا ڈر ہے جو سخت مصیبت والا اور طویل ہوگا۔ (الدھر ۷۶: ۸-۱۰)۔

معاشرے کے کمزور افراد کو کھانا کھلانا، خدا کے نیک بندوں کے مجموعی کردار کی ایک اہم علامت ہے۔ یہاں اسی پہلو سے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ مشکلات میں ان کے کام آتے ہیں، ان کو کھلاتے پلاتے ہیں، ان کی ہر طرح سے مدد کرتے ہیں اور ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھتے ہیں۔

یہاں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ قیدیوں کا بھی ذکر ہے۔ یہ پہلو بہت اہم ہے۔ یتیم اور مسکین چاہے اپنے ہوں یا پرائے، ان کا تعلق کسی بھی قوم اور طبقے سے ہو، ان کی بے بسی اور مظلومی کا احساس پایا جاتا ہے۔ یہی احساس آدمی کے اندر ان سے ہمدردی کے جذبات ابھارتا ہے۔ وہ ان کی مدد کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، انھیں مدد کا مستحق سمجھتا ہے۔ صرف شقی القلب اور خود غرض انسان ہی ان جذبات کو دبا سکتا ہے۔ لیکن قیدیوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ وہ دشمن سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہمدردی کا وہ جذبہ عام حالات میں مفقود ہوتا ہے جو کسی یتیم یا مسکین کے حق میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے قیدیوں سے دنیا میں بہت ہی برا سلوک ہوتا رہا ہے۔ انھیں سخت سے سخت اذیتیں دی جاتی تھیں۔ وہ کال کوٹھریوں میں پڑے پڑے ختم ہو جاتے تھے یا مقتل کے ہاتھوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں ہوتی تھیں۔ ان کی ضروریات کی تکمیل کی کوئی متعین صورت نہ تھی۔ بسا اوقات بھیک پر ان کا گزارا ہوتا تھا۔ ان حالات میں اسلام نے اپنے ماننے والوں کے اندر قیدیوں کے مجرم اور گناہ گار ہونے سے زیادہ ان کے انسان اور ہمدردی کے مستحق ہونے کا جذبہ ابھارا۔

مکہ کے اصحاب ثروت اور زرپرست، مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ جس شقاوت اور بے رحمی کا سلوک کرتے تھے، قیدیوں کے ساتھ ان کا سلوک اس سے مختلف نہیں رہا ہو گا۔ اسلام نے اس پورے رویے پر تنقید کی اور اللہ کے نیک بندوں کی تعریف کی کہ وہ ظلم و جور کے شکنجے میں کسے ہوئے قیدیوں کو اپنی محبت اور حسن سلوک سے راحت پہنچا رہے ہیں۔

مشہور تابعی حضرت عکرمہؒ نے ''اسیر'' سے غلام مراد لیا ہے۔ طبری نے اس رائے کو پسند فرمایا ہے۔ ان کے نزدیک اسیر کا لفظ عام ہے۔ اس میں مسلم اور مشرک دونوں طرح کے غلام آجاتے ہیں (ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۵۴)۔ غلامی بھی ایک طرح کی قید ہی ہے۔ قرآن مجید نے بند غلامی کو توڑنے اور غلاموں کو آزاد کرانے کی تحریک شروع کی اور ترغیب و تشویق کے ذریعے اسے آگے بڑھایا۔

مدینہ میں جب اسلامی ریاست قائم ہو گئی تو خدا کے ان نیک بندوں نے قیدیوں کے ساتھ جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا اس کی مثال پوری انسانی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

اس بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ ''اسیر'' سے اس آیت میں کس قسم کے قیدی مراد ہیں۔ ہر ریاست بعض خاص قسم کے جرائم کے ارتکاب پر اپنے شہریوں کو قید و بند کی سزا دیتی ہے۔ یہ شہری بھی قیدی ہوتے ہیں۔ ریاست حالت جنگ میں ہو تو دشمن کے افراد بھی قیدی بنائے جاتے ہیں۔ انھیں جنگی قیدی کہا جاتا ہے۔ اس آیت کے ذیل میں دونوں طرح کی رائیں ملتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: ''اسیر وہ ہے جس کا تعلق مشرکین سے ہو، جو مسلمانوں کے ہاتھ میں (قیدی) ہو''۔ یہی تفسیر قتادہ اور سعید بن جبیر سے منقول ہے۔ قتادہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اس دور میں ان کے قیدی اہل شرک ہی ہوتے تھے'' (قرطبی، ج [illegible]، ص [illegible])۔

حضرت حسن بن ابی الحسن کہتے ہیں کہ ''اسیر'' اہل قبلہ (مسلمان) اور غیر اہل قبلہ (غیر مسلم) دونوں ہی ہو سکتے ہیں۔ قرطبی نے اسے ایک جامع قول قرار دیا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ''مشرک قیدی کو کھانا کھلانا بھی اللہ تعالیٰ سے قربت کا ذریعہ ہے۔ البتہ اس پر خرچ فرض صدقات سے نہیں، نفل صدقات سے ہو گا'' (ایضاً)۔

جصاص کہتے ہیں کہ یہاں ''اسیر'' سے مشرک قیدی مراد ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مسلمان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قارئین ترجمان القرآن کے نام

مدیر ترجمان القرآن، خرم مراد کا خط

محترمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ

اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان اور صحت و عافیت کے ساتھ رکھے۔

یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور آپ سب کی کوششوں کا پھل، کہ ترجمان القرآن کی اشاعت جنوری ۹۴ کے بعد، تین ماہ میں ہی تین گنا سے زیادہ ہو گئی، اور یہ اپنی نوعیت کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا ماہنامہ بن گیا۔ آپ کا اجر اللہ کے پاس ہے، لیکن میں آپ کے تعاون کے لیے آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

ماضی میں چند شکایات پیدا ہوئیں، جو بجا تھیں۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا، الا ماشاء اللہ۔ شکایات کی وجہ ہی سے میں نے بھی توسیع اشاعت کے لیے آپ سے دوبارہ درخواست نہیں کی۔ لیکن اب میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ اللہ کا فضل ہے کہ لوگ پسند اور شوق سے ترجمان خریدتے اور پڑھتے ہیں۔ جہاں ترجمان جائے گا، وہاں ہر ماہ اسلام کی دعوت اور قرآن کا پیغام پہنچے گا۔ جہاں ترجمان پڑھا جائے گا، انشاء اللہ دل و دماغ مسخر ہوں گے۔ یہ رسالہ آپ کی علمی و اخلاقی تربیت میں بھی کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔

کنواں کھود دیا گیا ہے، پیاسے موجود ہیں، ان تک پانی پہنچانا آپ کا کام ہے۔ اگر ہر آدمی، جس کو ترجمان پسند ہے، یہ تہیہ کر لے کہ یہ پرچہ ہر اس آدمی تک ضرور پہنچے گا جس تک پہنچنا چاہیے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی اشاعت ایک لاکھ تک نہ پہنچ جائے۔ بعض رفقاء نے دو دو سو تک خریدار بنائے ہیں۔ میں نیچے ایک لائحہ عمل دے رہا ہوں۔ آپ عزم اور ہمت کیجیے، اللہ آپ مدد کرے گا۔ منتظر کم اللہ

انفرادی خریدار

۱۔ ترجمان کو پسند کرنے والا ہر شخص اور ہر کارکن، اپنے اقربا، احباب، اور حلقہ تعارف میں ایسے تمام افراد کے نام ایک کاغذ پر لکھ لے جن تک ترجمان پہنچنا چاہیے۔

(ا) جو سالانہ خریدار بن سکتے ہیں، ان کو خریدار بنائیں۔ وی پی کے ذریعہ، ورنہ نقد بھجوا دیں۔ جن کو شکایت ہوئی ہو، ان سے معذرت کر کے دوبارہ آمادہ کریں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ii) جو ہر ماہ خریدنا چاہیں، ان کو ایجنٹ کے ذریعہ پہنچانے کا انتظام کریں۔

۲۔ ترجمان ایک قیمتی ہدیہ بھی ہے۔ ایک صدقہ جاریہ بھی۔ لوگوں کو ایک سال کے لیے ہدیہ دینے پر آمادہ کریں۔ گفٹ کارڈ کے ساتھ جاری کر دیا جائے گا۔

۳۔ جن بااثر افراد تک ترجمان پہنچنا مفید ہو، اور آپ خریدار نہ بنا سکیں، ان کو ایک سال کے لیے ہدیتاً بھجوا دیں۔ ۵ خریداروں کے لیے ۔/۴۰۰ سالانہ خرچ آئے گا۔ علماء و سیاسی لیڈر، اساتذہ، حکومتی اور فوجی افسران، تاجر، جرنلسٹ، ادب وغیرہ۔

ایجنٹ

۵۔ ایک بڑا اہم کام یہ ہے کہ اپنے مقام پر آپ ایسا ایجنٹ تلاش کریں جو یہ رسالہ، اسٹالوں اور ہاکروں تک پہنچا سکے۔ اس کا دفتر سے رابطہ کرا دیں۔

۶۔ جو فی الوقت ایجنٹ ہوں وہ ہر ماہ اپنے خریداروں کی تعداد میں کم سے کم دو خریداروں کا اضافہ کریں۔ اس مقصد کے لیے زائد پرچے دفتر سے طلب کر سکتے ہیں۔

۷۔ پبلک مقامات پر ترجمان کا اشتہاری مواد پہنچائیں، آویزاں کرائیں۔ اسٹال، اسٹیشن، بس سٹاپ، ہوٹل، دکانیں، ریسٹورنٹ اور تعلیمی ادارے وغیرہ۔

۸۔ اسٹالوں اور ہاکروں سے ترجمان خود مانگیں، دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔

۱۔ نمونے کے پرچے درکار ہوں تو ہم سے طلب کریں۔ (پرانے پرچے ۔/5)

۲۔ وی پی آرڈر کارڈ، جن پر ٹکٹ نہیں لگتا، فراہم کیے جا سکتے ہیں۔

۳۔ اشتہاری دوورقہ اور پوسٹر۔

ازالہ شکایات

ہر شکایت کے لیے فوراً دفتر کو لکھیں۔ انشاء اللہ ازالہ ہوگا۔

ماضی میں جن خریداروں کو پرچہ نہیں ملا، وہ درج ذیل کوائف کے ساتھ لکھیں

۱۔ نام ۲۔ پتہ (صاف صاف) ۳۔ کس ماہ سے خریدار بنے؟ ۴۔ خریداری نمبر یا ثبوت (اگر ہو) ۵۔ کون سے پرچے نہیں ملے ۶۔ گذشتہ پرچے چاہتے ہیں یا مدت خریداری میں توسیع؟

© rasailojaraid.com